سلسلہ اشاعت نمبر ۹۱

برکاتِ زلفِ عنبرین

مفسر اعظم پاکستان، محدث اعظم، شیخ الاسلام الوقت، فقیہ العصر، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

حافظ نعمان احمد اویسی محمد عمیر اویسی

﴿ناشر﴾

بزمِ فیضانِ اویسیہ (باب المدینہ) کراچی

M-125 اپیکس کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر ٹاور کراچی

فون: 0322-8621281-82-83-84-85

پیش لفظ

الحمد للّٰہ علیٰ فضلہٖ واحسانہٖ ! بزمِ فیضانِ اُویسیہ گذشتہ گیارہ سال سے مسلکِ اہلسنّت والجماعت کی ترویج واشاعت کیلئے دن رات مصروفِ عمل ہے جس کی سرپرستی پیرِ طریقت ،رہبرِ شریعت شیخ الحدیث والقرآن محدث وقت حضرت علامہ ابوالصالح پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی فرمارہے ہیں۔آپ نے اس دورِ پرفتن میں چار ہزار سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں جن میں نصف سے زائد غیر مطبوعہ ہیں۔

زیرِنظر رسالہ 'برکات زلف عنبرین' یہ رسالہ بزمِ فیضانِ اُویسیہ کی اشاعت کی گیارھویں پیشکش ہے۔مولاعزّ وجل اسے اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف بخشے۔مصنف استاذی وسندی کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل صحت وعافیت کے ساتھ اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ مجھے اس قابل سمجھ کر اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین)

ناظمِ اعلیٰ وسگِ درگاہِ اُویسی

محمد عرفان احمد اُویسی

گزارش......اس کتاب میں اگر کہیں کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے ازراہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔یا ناشر کے پتے پر اطلاع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔شکریہ

اراکینِ بزمِ فیضانِ اُویسیہ

تعارف مفسرِ اعظم پاکستان

موجودہ دور کے کثیر التصانیف اور فاضل جس کا کثرت تصانیف وتالیفات میں کوئی مدمقابل نہیں دکھائی دیتا۔ ان کا شمار ان میں ہوتا ہے جو بیک وقت کئی محاذوں پر کام کررہے ہیں۔ درس وتدریس وعظ وتقریر کے ساتھ ساتھ وہ محققانہ تحاریر میں بھی یگانہ روزگار ہیں۔ معتدد ضخیم وعظیم کتب کے تراجم اور شارح کے بادشاہ ہیں ☆ صاحب علم اور زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ اہلسنّت کے جید عالم اور یادگارِ اسلاف ہیں۔ ایامِ طالبِ علمی سے لکھ رہے ہیں اور خوب وہ تصانیف اور تالیف کا فطری ذوق رکھتے ہیں۔ وہ سفر وحضر میں بھی قلم وقرطاس تھامے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی فکر وقلم میں بھی برکت ہے۔ اندازِ بیاں انتہائی شیریں، مشفقانہ، سادہ اور عام فہم ہے مگر عالمانہ جاہ جلال سے بھرپور ہے۔ آپ انتہائی فقیر صفت طبیعت کے حامل کمال درجہ سادگی، تقویٰ، تصوف اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار اور اللہ ربّ العزت کے کامل ولی اور پارسا بزرگ ہیں واعظ بھی بے مثال خطیبِ باکمال، عابد بے ریا، عالم باعمل، صوفی باصفا، سنیوں کے پیشوا اور زہد وتقویٰ سے سرشار۔ آپ شریعت، طریقت، معرفت اور تصوف میں بھی اہم کردار اور خدمت انجام دے رہے ہیں۔ تفسیر واحادیث اور فقہ وغیرہ علوم میں ایک ماہر اور کامل استاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ ایک نامور مفسرِ اعظم، محدثِ وقت، فقیہ العصر، مفکرِ اسلام، رئیس التحریر، امام المناظرین، استاذ العلماء والفضلاء، ابوالمفتیان اور قطبِ زماں۔ وطن عزیز ملک پاکستان کی وہ عظیم ہستی جن کو غزالئ زماں، رازئ دوراں، ثانی اعلیٰ حضرت اور اہلسنّت کا عظیم سرمایہ کہا جاتا ہے۔ میری مراد ان سے مسلک کے پاسبان، اللہ کا احسان، مفسر قرآن، سرچشمہ فیضان، وہ فیض بیکراں، فیضان ہی فیضان اور نمازئ میدان، علماء کے بھی سلطان، سنیوں کی جان یہ اک عظیم انسان، ملک کی آن بان، صاحبِ عرفان، وہ سحر بیان، مسلک کے ترجمان، عظمت کا اک نشان، یہ اک غنیمت جان، اللہ کی اک شان، سب پہ مہربان، ہاں وہی جن کو آفتاب سلسلۂ اُویسیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان کا نام نامی اسم گرامی شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ ہے۔

جی ہاں یہ وہی ہستی ہیں جن کو پچاس سال سے ہر سال حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہو رہی ہے۔ جو خود بھی حافظِ قرآن اور اولاد بھی حافظِ قرآن ہے۔ جو خود بھی عالمِ دین اور اولاد بھی علماء کرام ہیں۔ جو خود بھی مفتی اور بچے بھی شرعی و دینی مسائل کے رہنما ہیں۔ جو خود بھی سادہ اور بچے بھی سادگی کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ جو قادری بھی ہے رضوی بھی ہے۔ جو محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے شاگردِ خاص ہیں۔ جو آج کے دور میں تصویرِ اسلاف ہے۔ جو مناظر اسلام ہے۔ جو گستاخوں کیلئے شمشیرِ بے نیام ہے۔ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ جو عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار ہے۔ جو سینکڑوں علمائے اہلسنّت کا دلبر و دلدار ہے۔ جس کے حاصل کر رہا ہے۔ جو حضرت الحاج خواجہ محمد دین سیرانی علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت خواجہ محکم دین سیرانی علیہ الرحمۃ) کے خلیفہ مجاز اور مریدِ صادق ہے۔ جو حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ کا بھی خلیفہ مجاز اور مریدِ صادق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے و طفیل آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور عمرِ خضر بخیر و عافیت و سلامتی عطا فرمائے۔

سگِ بارگاہِ اُویسی

محمد جعفر نوید اُویسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک کی مفصل بحث فقیر کی تصنیف 'گیسوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' کا مطالعہ کریں مختصراً رسالہ برکات زلف عنبریں پڑھیے۔

گیسوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بال نہ تو بہت گنگر یالے تھے اور نہ ہی بہت سیدھے بلکہ دونوں کے درمیان تھے۔ ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات ہیں۔ کانوں کے نصف تک، کانوں کی لو تک، شانہ مبارک کے نزدیک تک، ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ ان کو مختلف اوقات واحوال پر محمول کیا جائے یعنی جب آپ بال مبارک کٹوا دیتے تو کانوں تک رہ جاتے پھر بڑھ کر نصف گوش یا زمۂ گوش، یا کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے۔ آپ ان بالوں کے دو حصے فرماتے اور مانگ نکالا کرتے۔ کچھ بال رکھنے اور کچھ کاٹنے کو سخت منع فرماتے (جیسے آج کل انگریزی فیشن)۔

کعبۂ جان کو پہنایا ہے غلافِ مشکیں　　　اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

دنیا و ما فیہا سے محبوب تر

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلت عبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصبنا من قبل انس اومن قبل اھل انس فقال لا تکون عندی شعرۃ منہ احبّ الی من الدنیا و ما فیھا (بخاری شریف کتاب الوضو)

میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحلاق یحلقہ وطاف بہ اصحابہ نما تریدون ان تقع شعرۃ الافی یدرجل (مسلم شریف کتاب فضائل)

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے اور وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

گیسوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عقیدت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ سے منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ میں کنکریاں پھینکیں پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے اور بعد اس کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوا کر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائے اور فرمایا کہ تمام لوگوں میں تقسیم کر دو۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے　　　چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

فائدہ...... معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کو اس ارادہ سے حاصل کرتے تھے کہ بعد کو بطور اپنے پاس رکھیں گے اور ان سے برکت حاصل کریں گے بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بال مبارک ان میں تقسیم کروائے تا کہ ان بالوں سے وہ برکت و رحمت حاصل کریں۔ کیا یہاں یہ کہا جاسکتا ہے چونکہ وہ غیر اللہ یعنی بالوں سے نفع و برکت اور شفاء کی اُمید رکھتے تھے لہٰذا شرک کرتے تھے۔ (معاذ اللہ)

ہم سیہ کاروں پہ یا ربّ تپشِ محشر میں　　　سایہ افگن ہو تیرے پیارے کے پیارے گیسو

وصیت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیئے گئے اور وہ اسی حالت میں مدفون ہوئے۔ (الاصابہ فی حالات انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ازالہ وہم...... بعض لوگ سرے سے موئے مبارک کے وجود کے قائل ہی نہیں۔ اگر تسلیم ہے تو پھر انہیں تبرک بنانے سے انکار ہے۔ تفصیلی بحث تو فقیر نے 'مجمع البرکات فی التبرکات' اور 'گیسوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' میں لکھ دی ہے۔ ایک صحابی بلکہ موذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال ملاحظہ ہو۔

سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت

روی عن صفية بنت نجدة قالت كان لا بی محذورة قصة فی مقدم راسه اذا قعدوا رسلها اصابت الارض فقيل ل ه لا تحلقها فقال لم اكن بالذی يحلقها و قد مسها رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بيده (شفا شریف)

صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے اگلے حصہ پر ایک بالوں کا گچھا تھا جب بیٹھتے تو باقی بال اتنے لمبے تھے کہ زمین کو مس کرتے۔ انہیں عرض کی گئی کہ آپ بال کٹواتے کیوں نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ان بالوں کو کیسے کٹواؤں ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا تھا۔

اس واقعہ کی شرح میں شراح الحدیث لکھتے ہیں:

فاذا كا ن الشئ المسوس بيده صلی الله تعالیٰ عليه وسلم معظما و مكر ما ومو قرا عند اصحابه فما بالنا لا نعظم شعرا سه و لحيته و قد مسهما رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بيده الشريفه ما لا يعلمه الا الله سبحانه و نحن احوج فی تعظيمه و تحصيل فيضانه من الصحابة مع غنا هم بشرف الصحبه والمجالسة والمكالمة والمشاهدة جمال وجهه الكريم عليه افضل الصلوة و التسليم

جب وہ شئے کہ جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ہاتھ مبارک لگایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے معظم یعنی قابل تعظیم بنا دیا تو پھر اس کی عظمت کیوں نہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا جزو ہے یعنی سر مبارک اور داڑھی اقدس کے بال جنہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار نہیں بار بار بیشمار بار اپنے دستِ انور سے نوازا۔ پھر ہم آپ کے تبرکات کی تعظیم کرنے کیلئے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ حقدار ہیں اس لئے کہ وہ حضرات شرف صحبت اور اکثر و بیشتر نشست و برخاست کی برکات سے مشرف اور باہم گفتگو اور چہرہ انور کے جمال باکمال کے دیدار سے سرشار تھے اور ہم غریبوں کیلئے آپ کی یاد ہی سرمایہ حیات کافی ہے اور اسلاف صالحین میں بہت سے ایسے خوش قسمت حضرات بھی گزرے ہیں جو اپنی جائیداد کے بدلے میں موئے مبارک کو ترجیح دیتے۔ پھر یہ علیحدہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور گیسوئے عنبرین کے طفیل ایسے لوگوں میں دنیوی اموال سے مالامال بھی فرما دیتا۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو:

گیسوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت

حضرت ابو حفص عمر بن الحسین سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب رونق المجالس میں روایت کرتے ہیں کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو بہت مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہوگیا لیکن ترکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین بال مبارک بھی موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا تیسرے بال پر بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کرلیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو کاٹا نہیں جاسکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور سارا مال میرے حصے میں لگا دے چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہوگیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لیے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔

تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہوگیا اور چھوٹا بھائی بہت مالدار ہوگیا جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے اسے خواب میں دیکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی خواب میں زیارت کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو اس قبر کے پاس بیٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی دعا مانگے پھر لوگ اس قبر کا قصد کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ہر وہ سوار جو اس کی قبر کے پاس سے گزرتا تھا وہ احتراماً اپنی سواری سے اُتر پڑتا تھا اور پیدل چلتا تھا۔ (القول البدیع ص ۱۱۶، ص ۹۷)

سلسلہ پاکے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں   سجدۂ شکر کا کرتے ہیں اشارے گیسو

فائدہ...... دیکھا آپ نے کہ چھوٹے بھائی کو عقیدت نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور بڑے بھائی کو حبِ مال کی نحوست سے کیا ملا گویا اس سے یہ شعر فٹ آتا ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم   نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور بال اقدس کے باادب خوش بخت انسان کو یہ مرتبہ نصیب ہوا کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں کہ جسے کوئی مشکل درپیش ہو تو اس عاشق زار کے مزار پر حاضر ہوکر اللہ سے مشکل حل کرائے۔ اللہ اکبر کیا شان ہے!

انتباہ...... یہ واقعہ ان کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے جو مزارات کی حاضری کو شرک اور وہاں حاجات طلبی کو بھی شرک کہتے ہیں۔ اس پر ہمارا سوال ہے کہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت حق اور سچ ہے یا نہیں۔ پھر یہ بات کس منہ سے کہی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو امر فرمائیں وہ خلاف شرع ہو تو پہ توبہ۔

تبرک و شفاء

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھے ایک پانی کا پیالہ دے کر اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وکانت مجلجل من فضۃ لہ نشرب منہ (بخاری ومشکوٰۃ شریفین)

جو چاندی کی نلکی میں رکھا ہوا تھا وہ اس کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر اس کو ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی موئے مبارک تبرکاً اپنے پاس رکھتے اور عموماً لوگ اس کی برکت حاصل کرتے اور امراض سے شفا پاتے۔

عقیدہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا۔ دونوں کا کافی دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سر پر آگئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی نسطور موقع پا کر آپ کی پیٹھ پر آ گیا۔ اس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار پکار کر اپنے رفقاء سے کہہ رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور آپ کو ٹوپی دے دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کیا کی کہ دشمن تو پیٹھ پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دو چار آنے کی ہو گی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناصیہ مبارک (پیشانی مبارک) کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتحیاب ہوتا ہوں اس لئے میں بیقراری سے اپنی اس ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔ الحمدللہ یہ وہ عقیدہ ہے جو اہلِ سنت والجماعت کا ہے۔ (واقدی، شفاء شریف، ص ۴۴)

فتح و نصرت

ایک مرتبہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملک شام میں جبلہ بن ایہم کی قوم کے مقابلہ کیلئے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر بھول گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا اُس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سے سخت حملہ کر دو۔ حملے کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت نہایت نازک ہوگئی یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سچ کہتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر پر بھول آیا ہوں جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں اِدھر یہ حالت تھی اور اُدھر اُسی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فوج کے افسر تھے ان کو خواب میں ملے اور فرمایا تم اس وقت سو رہے ہو اُٹھو اور خالد کی مدد کو پہنچو کفار نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اُٹھے اور لشکر کو حکم دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر مع لشکر اسلام تیزی کے ساتھ چلے راستے میں انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا۔ چند تیز رفتار سواروں کو میں نے حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا اے جواں مرد سوار ذرا ٹھہرو۔ یہ سنتے ہی وہ رُک گیا دیکھا تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے حال معلوم کیا کہا کہ اے امیر جب رات کو میں نے سنا کہ آپ لشکر اسلام کو نہایت ہی بے تابی سے حکم فرمایا کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمنوں نے گھیر رکھا ہے تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہونگے کیونکہ ان کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے نہایت ہی افسوس ہوا اور اسی وقت میں چل پڑی کہ کسی طرح ان موئے مبارک کو ان تک پہنچا دوں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جلدی جاؤ خدا تمہیں برکت دے چنانچہ انہوں نے گھوڑے کو ایڑی لگا دی اور آگے بڑھ گئیں۔ حضرت رافع بن عمر جو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے مایوس ہوگئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ جب رومیوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ ایک سوار ان کا پیچھا کیے ہوئے ہے اور وہ بدحواس ہو کر بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑا دوڑا کر اُس سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا اے جوان تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی (زوجہ) ہوں 'ام تمیم'۔ تمہاری ٹوپی مبارک لائی ہوں جس کی برکت سے آپ اور اہل اسلام فتح پاتے تھے چونکہ آپ اسے بھول آئے تھے اور آپ پر مصیبت آ گئی پھر بی بی اِم تمیم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹوپی دی جسے آپ نے پہن لی۔

فائدہ...... روای نے قسم کھا کر فرمایا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹوپی پہن کر جسے ہی کفار پر حملہ کیا تو ان کے پاؤں اُکھڑ گئے اور اہل اسلام کو فتح ملی۔ (واقدی)

عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ان مقدس بالوں کی کتنی قدر و شان تھی اور وہ جلیل القدر صحابی حضرت خالد رضی اللہ تعالی عنہ جن کی شان میں خود حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا (سیف من سیوف اللہ) کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ ان کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ دشمن خنجر بکف ان کے سر پر تھا بڑی بے تابی سے ٹوپی طلب فرمارہے ہیں اور صاف صاف فرمارہے ہیں کہ میرے سارے فتوحات کا باعث یہی ٹوپی ہے جن میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کیا ان کو مشرک و بدعتی کہا جا سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

فائدہ...... اگر کوئی ضدی نہ ہو تو مسئلہ استعانت اور وسیلہ اسی ایک واقعہ سے حل ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خود اعتراف ہے کہ ہم ایسے نازک وقت میں نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بال مبارک کی برکت سے فتحیاب ہوئے اور بال مبارک کے علاوہ مدد رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بھی شامل ہوئی جیسا کہ واقعہ میں تفصیل موجود ہے۔

موئے مبارک کیلئے جنگ

شفا للقاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ

وكانت في قلنسوة خالد بن الوليد شعرات من شعره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فسقطت قلنسوته في بعض حروبه فشد عليها شدة انكر عليه اصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنته من شعر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لئلا اسلب بركتها و تقع في ايدي المشركين

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند گیسوئے عنبرین تھے آپ کی ٹوپی گر گئی ہے اس پر آپ نے کفار سے شدت کی لڑائی کا حکم فرمایا گھسان کی جنگ ہوئی آپ پر بعض صحابہ نے اعتراض اُٹھایا کہ ایک ٹوپی کی خاطر آپ نے قیمتی جانیں مروا دیں آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے ٹوپی کیلئے حرکت نہیں کی بلکہ ان گیسوئے پاک کی خاطر ایسا کیا ہے اس لئے کہ ٹوپی میں گیسوئے پاک تھے اگر ٹوپی نہ ملتی تو وہ بال کفار کے ہاتھ لگ جاتے اور ہم ان کی برکات سے محروم رہتے۔

شانہ ہے پنجۂ قدرت تیرے بالوں کیلئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

فائدہ...... غور فرمایئے کہ گھمسان کی جنگ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نہیں ہو رہی بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے عنبرین کیلئے ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کے اجتہاد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر منسوب شے اعلائے کلمۃ اللہ کے حکم میں داخل ہے ورنہ کسی حدیث میں یہ نہیں لکھا گیا کہ میرے بالوں کیلئے کفار سے جنگ کرنا۔

یاد رہے کہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت اور قدر و منزلت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں راسخ تھی اسی لئے وہ ایسے اُمور میں کسی دلیل کے محتاج نہ تھے اس کی کئی مثالیں قائم کی جا سکتی ہیں ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پابندی اور تصلب بلکہ تشدد مشہور ہے ان کے متعلق شفاء شریف وغیرہ میں ہے:

رئیی ابن عمر ﷺ واضعا یده علی مقعد النبی ﷺ المنبر ثم وضعها علی وجهه

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنے ہاتھ مبارک منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھ کر چہرے پر ملتے تھے۔

فائدہ...... اس سے ان لوگوں کیلئے درس عبرت کافی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملات میں ہر موقعہ حدیث وقرآن کی تصریح کا مطالبہ کرتے ہیں ان کے لئے ہمارا یہی جواب کافی ہے کہ عاشقاں را بدلیل چہ کار

بلکہ حقیقت یہی ہے کہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کی ہر نسبت کا اعزاز واکرام روح اسلام ہے۔ اس موضوع کو پھیلایا جائے تو اس کیلئے دفاتر درکار ہیں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادب

كان مالك رحمه الله تعالىٰ عليه لا يركب دابة بالمدينة وكان يقول استحيئی من الله ان اطأ تربة فيها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بحافر دابة ويروى انه وهب الشافعی كراعا كثيرة عنده فقال له الشافعی امسك منها دابة فاجابه بمثل هذا الجواب (الشفاء)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اس زمین پر سواری دوڑاؤں جہاں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ مروی ہے کہ امام شافعی کے یہاں سواریاں بکثرت تھیں آپ نے امام مالک سے عرض کی ایک سواری آپ رکھ لیں انہیں بھی آپ نے یہی جواب دیا۔

فائدہ...... غور فرمایئے کہ امام مالک علیہ الرحمۃ جو ائمہ اربعہ میں امت مسلمہ کیلئے ایک لازمی ستون ہے انہیں کسی حدیث اور قرآن کے تصریح کے بغیر عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہی کیا اور کہا جو ایک نیازمند اور وفادار اُمتی کو کرنا اور کہنا چاہیے۔ اسی لئے

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مخالفین کے قلم سے

مولوی سیّد حسن بن عیبہ حسن مدرس مدرسہ دیو بند 'ہب النسیم فی نفحات الصلوۃ و تسلیم' جس پر دیو بندی علماء کے اکابروں میں سے مولوی اعزاز علی اور مولوی محمد شفیع (کراچی والے) کی تقاریظ ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ ایسا عمدہ اور صحیح رسالہ نظر سے نہیں گزرا۔ نیز اس کتاب کا نام ہب النسیم۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے رکھا ہے اس کے صفحہ ۳۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ ایک تاجر بلخ کا رہنے والا تھا اور بہت دولت مند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین موئے مبارک بھی تھے اور اسکے دو لڑکے تھے جب اس تاجر کا انتقال ہوگیا تو کل مال دونوں لڑکوں میں تقسیم کیا گیا جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہ کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔ بڑا لڑکا بولا اگر تم کو موئے مبارک سے ایسی محبت اور عقیدت ہے تو ایسا کرو کہ سب مال و دولت جو تمہارے حصہ میں آیا ہے مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک تم لے لو۔ چھوٹا لڑکا اس تبادلے پر بخوشی راضی ہوگیا اور اپنا سب مال دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورانی بال مبارک لے لئے اب اس کا یہ کام ہوگیا۔ روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ بڑے لڑکے کا مال دن بدن گھٹنا شروع ہوگیا اور چھوٹے لڑکے کے مال میں برکت۔ موئے مبارک میں روز افزوں ترقی ہونا شروع ہوگئی۔ کچھ عرصے بعد چھوٹا لڑکا مر گیا۔ اس زمانے کے ایک بزرگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کسی کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مقصد کیلئے جا کر دعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہوگا۔ اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہوگئی اور لوگ وہاں جانے لگے یہاں تک کہ اس مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتے تھے۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا　　　سکۂ ابرو آفت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و ھو آخذ و شعرۃ من شعری فا الجنۃ علیہ حرام

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ اپنا موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرمارہے تھے
جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اس پر جنت حرام ہے۔ (جامع صغیر ص ۴۵، کنز العمال ص ۲۷۶)

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ بال ایک ایسی چیز ہے جس کو کاٹتے کترتے ہیں مگر اس کو ایذا نہیں ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو موئے مبارک اپنے دست مقدس میں لے کر اس کی ایذا کی تصریح فرمائی۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس بات کو سمجھنے کیلئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عالم کی ہر چیز زندہ، ذی فہم اور ادراک رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وان من شئ الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (پ۱۵۔ رکوع۴)

اور کوئی ایسی چیزیں ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اس تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور تسبیح کرنے والے کو جب تک اس امر کا ادراک نہ ہو کہ اس کا ایک خالق ہے اور جس قدر اس کے اوصاف ہیں اور کمالات ہیں اور وہ سب عیبوں سے پاک اور منزہ ہے اس کا تسبیح کرنا صادق نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

- ☆ اور بلاشبہ ان پتھروں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ (پ ۱۔ رکوع ۹)
- ☆ اگر ہم قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ (پ ۲۸۔ رکوع ۶)
- ☆ اور ہم نے مسخر کردیئے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تو پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور پرندے۔
- ☆ ہم نے بارِ امانت آسمانوں کو پیش کی تو انہوں نے انکار کردیا۔
- ☆ ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوجا اور اس کیلئے سلامتی والی ہوجا۔
- ☆ ہم نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کردی اور ان کے حکم سے چلتی۔
- ☆ اس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا اور بھی کچھ ہے۔
- ☆ آج ہم ان کے ذہنوں پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ سب کرتے تھے۔ (پ ۲۳۔ رکوع ۲)
- ☆ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ اس لئے کہ تمہارے ربّ نے اس کو وحی کی۔ (پ ۳۰۔ رکوع ۲۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ گرد نواح جاتے:

فما استقبله جبل ولا شجر الا وهو يقول السلام عليك يا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

جو پہاڑ، پتھر اور درخت بھی سامنے آتا کہتا کہ سلام ہو تجھ پر اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۴۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستون کے سامنے کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے منبر بنایا گیا اور اس پر تشریف فرما ہوئے تو ہم نے سُنا کہ وہ ستون دردناک لہجہ میں رونے لگا یہاں تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تا کہ اس کو تسکین ہو۔

فائدہ...... ان آیات واحادیث سے پتھروں اور پہاڑوں کا ہونا اور اللہ کے حکم سے حضرت داؤد علیہ السلام کیساتھ تسبیح میں شریک ہونا۔ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کا امانتِ الٰہی کے قبول کرنے سے انکار کرنا۔ آگ کا حکمِ الٰہی قبول کرنا اور آگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہونا، ہوا کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے چلنا، جہنم کا حکمِ الٰہی سننا جواب اور غصہ میں آجانا، قیامت میں ہاتھ پاؤں کا اللہ کے دربار میں گواہی دینا، زمین کا وحی الٰہی کو سمجھنا اور بندوں کے اعمال بیان کرنا، پتھروں کا بلند آواز سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرنا، ستون حنانہ کا رونا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرنا اور کنکریوں کا با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھنا وغیرہ۔ صدہا واقعات ودلائل اس پر شاہد ہیں کہ عالم کی ہر چیز ذی فہم اور ادراک رکھتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موئے مبارک کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میرے بال کو ایذا دے ان کی یہ سزائیں ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین جو حقیقت شناس ہو گئے تھے۔ انہوں نے بغیر تاویل کے یقین کرلیا کہ بے شک موئے مبارک کو بعض امور سے اذیت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی بہت ہی تعظیم وتوقیر کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ موئے مبارک کی نسبت کسی قسم کی گستاخی کی جائے تو اس سے ان کو اذیت ہوتی ہے۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کیا پتا ہے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے یا نہیں؟ ممکن ہے کسی جعل ساز نے دُنیاوی مفاد کی خاطر یہ ڈھنگ بنا رکھا ہو تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو واقعی وہ برا کرتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ تعظیم کرنے والا برکت سے محروم نہ رہے گا کیونکہ جب وہ تعظیم کرے گا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سمجھ کر کریگا۔ لہٰذا اسکے اعتقاد اور نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ ضرور اس کو برکت عطا فرمائیگا جیسا کہ فرمایا گیا کہ انما الاعمال بالنيات کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

﴿فوائد﴾

۱ ......اس بے مثل محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک بھی بے مثل ہیں۔

۲ ......صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بالوں کو بھی بے مثل و بے نظیر مانتے تھے۔

۳ ......صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین ان مقدس بالوں کو بہت ہی بابرکت اور قابل تعظیم سمجھا کرتے تھے۔

٤ ......صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین ان مقدس بالوں میں سے ایک بال اپنے پاس ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔

۵ ......حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے بلکہ خود اپنے مقدس بالوں کو ان میں تقسیم کرنے کا حکم فرماتے۔

ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور بزرگانِ دین کے تبرکات اور بال وغیرہ بطور تبرک رکھنا اور ان کی تعظیم کرنا اور ان سے نفع و برکت کی اُمید رکھنا جائز ہے شرک و بدعت نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر شرک و بدعت ہوتا تو صحابہ کرام کبھی ایسا نہ کرتے لیکن چونکہ مخالفین کو ہر ادا جو ادب اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبنی ہو شرک و بدعت نظر آتا ہے یہ ان کی بدقسمتی ہے اور ان پر اللہ کا غضب ہے ورنہ الحمدللہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر منسوب شئے میں برکت ہی برکت اور رحمت۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینے پاک کی گرد و غبار اور خاک پاک بھی شفاء ہی شفاء اور برکت ہی برکت ہے۔ آج بھی مدینہ پاک کی خاکِ اقدس بیشمار بیماریوں کی شفاء اور تریاق ہے۔

(الحمد للہ علیٰ ذلك)

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور ۔ پاکستان ...... ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ